© rasailojaraid.com

قرہ ـ ابو سعید سنان بن ثابت ، مشہور ہیئت دان و فلسفی اور ریاضی دان ـ ابو اسحاق ابراهیم بن سنان ، حساب دان مہندس اور طبیب ـ ابوالحسن بن سنان الصابی ـ ابوالفرج بن ابی الحسن بن سنان ـ جابر بن حیان مشہور کیمیا داں ـ قرۃ بن قمیطا الحرانی ، اصطرلابی و تاریخ داں ـ ثابت بن سنان بن ثابت ، مورخ ـ هــلال بن المحسن بن ابراهیم الصابی ـ ابوطیب عبدالرحیم بن احمد الحرانی ، شاعر و ادیب ـ ابواسحاق الصابی کتاب التاجی کا مصنف ، شاعر و ادیب ـ

اس مضمون میں درج ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے : ـ

قرآن کریم ترجمہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ ـ

تاریخ الحکما ـ علامہ جمال الدین قفطی متوفی ٦٣٦ھ

الفہرست ـ ابن ندیم ـ

لسان العرب ـ ابن منظور ـ

الصابئون فی حاضرهم و ماضیهم ـ عبدالرزاق الحسنی ـ

کتاب مقدس ـ مقالہ سید تقی حسین ـ

مقالہ ڈاکٹر محمد جواد مشکور ـ

J. Hastings. Encyclopedia of Religion and ethics Vol III

R. Wilson. The Gnostic problem

E. S. Drawer. The mandaeans of Iraq and Iram

****

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیار ہند کا ایک علمی سفر

شرف الدین اصلاحی

سال گزشتہ فروری اور مارچ میں میں نے اپنے مفوضہ ریسرچ پروجیکٹ "مولانا حمید الدین فراہی" کے سلسلے میں ہندوستان کا دوسرا مطالعاتی دورہ کیا۔ اس سفر میں دہلی، علی گڑھ، الہ آباد، لکھنو، اور اعظم گڑھ شہر اور مختلف قصبات اور دیہات میں پھرا۔ کتب خانے کھنگالے۔ افراد اور اشخاص سے ملاقاتیں کیں۔ اس دوران روزنامچے کی صورت میں صبح سے شام تک کی موٹی موٹی باتیں قلمبند کرتا گیا۔ واپس آنے کے بعد یہاں کی ذمہ داریوں نے خصوصاً فکر و نظر کی حد سے بڑھی ہوئی مصروفیات نے اتنی مہلت نہ دی کہ کسی اور طرف نظر اٹھا کر دیکھتا۔ اسی میں یہ روداد سفر بھی بقول غالب نقش و نگار طاق نسیاں ہو گئی۔ ان اشارات اور یادداشتوں کو دوبارہ تفصیل سے لکھنے یا مرتب کرنے کا موقع نہ ملا۔ فرصت یا فراغت نہ وہاں تھی نہ یہاں ہے۔

سبحۂ شوق نہ سیپارہ نہ گنجد رہوار
مگذارید کہ ایں سبحہ صحرا ماند

جو کچھ جیسے تھا نذر قارئین ہے۔ سردست قیام علی گڑھ کی سرگزشت پیش خدمت ہے۔

۱۷ فروری ۱۹۸۰ء کو لاہور سے بذریعہ کار واہگہ کے لئے روانہ ہوئے۔

پاکستان ہندوستان دونوں طرف کسٹم اور چیک پوسٹ میں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم تھا۔ لکھت پڑھت کا کام کرنے والوں سے لیکر مزدور قلی تک سبھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسافروں کو دونوں ہاتھ سے لوٹتے ہیں ۔ کاغذات سفر میں سرکاری ملازم اور تعلیم یافتہ ہونے کے ذکر کا یہ فائدہ ہوا کہ دونوں طرف میرے ساتھ اچھا برتاؤ کیا گیا بلکہ خصوصی سلوک سے نوازا گیا ۔ عملہ کے لوگ اچھی طرح پیش آتے اور چائے پانی کے لئے پوچھتے ۔ قلیوں کو بھی جرأت نہیں ہوئی کہ تنگ کرتے ۔

دونوں طرف قلیوں کے ریٹ مقرر ہیں اور رسید دیکر پیسے لیتے ہیں ۔ پاکستان سائڈ پر ۵ روپے اور ہندوستان سائڈ پر ۸ روپے ریٹ مقرر ہے ۔ اس فرق کی وجہ غالباً فاصلے کی کمی بیشی ہو ۔ اس مقررہ رقم کے علاوہ قلی اور اہلکار مختلف بہانوں سے لوگوں کی جیبیں خالی کرتے ہیں ۔ اکثر لوگ لٹنے پٹنے کے بعد امرتسر پہنچے تو شاکی تھے کہ کنگال کر دیا ۔ اٹاری سے امرتسر تک ٹیکسی کا کرایہ ۵۰ . ۱۲ فی کس ادا کیا گیا ۔ امرتسر ریلوے اسٹیشن پر قلیوں نے دو آدمیوں کے سامان کے ۱۴ روپے لیئے ۔ دو قلیوں نے ٹیکسی سے سامان اتارا ، انتظارگاہ میں لے جا کر بٹھایا پھر وہاں سے اٹھا کر گاڑی میں سوار کرایا ۔ اس اعتبار سے اجرت زیادہ نہیں لی ۔ ٹاٹا میں جگہ نہیں ملی اس لئے جنتا سے دلی کے لئے روانہ ہوئے ۔ ٹکٹ کی قیمت امرتسر سے دلی تک ۵۰ . ۲۰ روپیے برتھ ریزرویشن کے ۲۵ . ۵ الگ سے دینے پڑے ۔ پانچ بجے جنتا روانہ ہوئی ۔ ہمارے ڈبے میں جو تھری (۳) ٹائر تھا زیادہ تر پاکستانی تھے ۔ سفر اچھا رہا ۔ بوگی صاف ستھری تھی ۔ تھرڈ کلاس میں بھی جو پاکستان کی طرح سیکنڈ کلاس کہلاتا ہے گدے لگے ہوئے تھے ۔ ٦ بجے صبح ٹرین دھلی پہنچی ۔ دُھند اور کہر چھائی ہوئی تھی ۔ قلیوں نے ۲ آدمیوں کے سامان کے ، دو قلی تھے ، ۸ روپے لئے ۔ اسٹیشن سے چتلی قبر جماعت اسلامی کے مرکزی دفتر پہنچے ۔ میرے ہمسفر کو یہیں ٹھہرنا تھا ، میں بھی ساتھ بندھا گیا ۔ مرکز کے لوگوں سے ملاقات ہوئی ۔ یوسف صاحب کہیں باہر گئے ہوئے تھے ۔ قیم جماعت افضل حسین صاحب اور دیگر اہلکاروں سے ملاقات ہوئی ۔ ناشتے میں سادگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھ کر مدرسے کی زندگی یاد آئی ۔ چنا اور چائے یہ ناشتہ تھا ۔ غالباً رس بھی تھے ۔ ناشتہ کرکے وحید الدین خان مدیر ,,الرسالہ،، سے ملنے ان کے دفتر گئے ملاقات ہوئی ۔ الجمعیت کی بلڈنگ میں ان کا دفتر ہے ۔ چوڑی والان ، بلی ماران ، گلی قاسم جان سے پا پیادہ گذر ہوا ۔ یہ قدیم شہر کا قدیم حصہ ہے ، پرانی عمارتیں اور حویلیاں دیکھ کر ذہن ماضی کی طرف بار بار منتقل ہوتا رہا ۔ دلی سے متعلق برسوں پہلے کے پڑھے ہوئے اشعار یاد آئے اور گنگناتا رہا ۔ ہائے دلّی کی گلیاں ، دلّی کے کوچے !

دل ولی کا لے لیا دلّی نے چھین
جا کہو کوئی محمد شاہ سوں
(ولی)

دلّی کے نہ کوچے تھے اوراق مصور تھے
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی
(میر)

کیا بود و باس پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار ۔ کے

دلّی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
هم رهنے والے هیں اسی اجڑے دیار کے
(میر)

گرچہ پورب میں بہت ہے ان دنوں قدر سخن
کون جائے ذوق پر دلّی کی گلیاں چھوڑ کر
(ذوق)

تذکرہ دهلی مرحوم کا اے دوست نہ چھیڑ
نہ سنا جائے گا هم سے یہ فسانہ هرگز
(حالی)

سنا تھا دلی کے ٹھگ مشہور هیں۔ مگر ایسی کوئی بات نظر سے نہیں گزری ۔ "دلّی کی دال والی منھ چکنا پیٹ خالی" ، اس کا بھی کہیں تجربہ نہیں ہوا ۔ یہ باتیں اگلے وقتوں میں کبھی رهی هوں گی ۔ یا اب پھیل کر اتنی عام هو چکی هیں کہ دلّی کے ساتھ اس کی خصوصیت باقی نہیں رهی ۔

محلہ بلی ماران کی گلی قاسم جان میں مرزا غالب کی حویلی ہے ۔ اسی گھر میں جلایا ہے چراغ آرزو برسوں۔ اسی گھر میں غالب کا انتقال هوا۔ خاص وضع کا پھاٹک اسی حال میں ہے ۔ باقی ادھر اُدھر دکانیں نئے طرز کی بن گئی هیں ۔ اندر کے حصے میں دوکاندار کا زنانخانہ ہے پھاٹک میں لکڑی کی ٹال اور کوئلے کی دوکان ہے جس کے مالک ایک بڑے میاں ابراهیم نامی ایک ٹوٹی هوئی چارپائی پر بیٹھے لکڑی اور کوئلے کے لین دین میں مصروف اپنا هاتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منہ کالا کر رہے تھے ۔ غالب سے متعلق میرے بعض سوالات پر بولے "ارے بھائی شعر شاعری والے تو ان کو بڑا آدمی سمجھتے ہیں مگر عالم لوگ بے دین شرابی کبابی کہتے ہیں "۔ پھاٹک کے دائیں طرف بھڑ بوجے اور بائیں طرف ریگزین کی دوکان ہے ۔ غالب کی قبر نظام الدین اولیاءمیں ہے ۔ وہیں ایک غالب اکیڈمی بھی ہے جس میں کتابوں کے علاوہ غالب کے باقیات کو ماڈلوں کی صورت میں رکھا گیا ہے ۔ یہ اکیڈمی میں سال گذشتہ دیکھ چکا تھا اس لئے دوبارہ جانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی ۔

ادارۂ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد کے ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر عبد الواحد ہالے بوتا صاحب نے چلتے وقت فرمائش کی تھی کہ اگر دلی جانا ہو تو وھاں کے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کا پتا کرنا ،ور اگر انسٹی ٹیوٹ سے متعلق کوئی بروشیر وغیرہ ہو تو حاصل کرکے فوراً بذریعہ ڈاک بھیج دینا ۔ میں نے دھلی پہنچتے ہی اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کرنا شروع کیا ۔ معلوم ہوا کہ یہ ادارہ دلی شہر سے ۱۸ کیلومیٹر دور تغلق آباد میں ہے ۔ ٹیکسی سے آنے جانے میں اچھا خاصا کرایے کا خرچ تھا ۔ بس سے جانے کا وقت نہ تھا ۔ وحید الدین خان کے ذریعے انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر کا اتا پتا ملا ۔ مرکز جماعت آکر میں نے ٹیلیفون پر بات کی ۔ وہ اس وقت نئی دھلی میں واقع پرانے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ ٹیلیفون ہی پر انہوں نے رھنمائی کی اور ہم تقریباً ۱۲ بجے ان کے پاس پہنچے ۔ آٹو رکشے سے ۸۵ . ۲ میٹر میں کرایہ بنا ۔ میں نے رکشہ ڈرائیور کو پانچ روپے کا نوٹ دیا ۔ اس نے انتہائی شرافت سے ۱۵ . ۲ روپے واپس کر دئیے ۔ فاصلہ اچھا خاصا تھا ۔ رکشے میں پندرہ منٹ لگے ۔ اندازہ ہوا کہ یہاں کے رکشے والے میٹر درست رکھتے ہیں ، حریص اور لالچی بھی نہیں ۔ پاکستان میں ٹوٹے پیسے واپس کرنے کا دستور نہیں ۔ عادتیں بگڑی ہوئی ہیں ۔ میٹر بھی شاذو نادر ہی درست ہوتا ہے ۔ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر سید اوصاف علی سے تفصیلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملاقات ھوئی ۔ انھوں نے علاوہ زبانی گفتگو کے اپنے ادارے سے متعلق بروشیر اور لٹریچر بھی عنایت کیا ۔ چائے اور بسکٹ سے تواضع الگ کی ۔ تقریباً ۲ بجے واپسی ھوئی ۔ واپسی میں ایک سردار جی کے آٹو رکشے میں بیٹھے ۔ کرایہ ۲۰۵۲ روپے بنا ۔ آنے جانے کے کرایوں میں یہ فرق اس لئے ھوا کہ واپسی میں اتفاقاً راستہ صاف ملا ، سگنل پر رکنا کم پڑا ، اور وقت بھی ۱۵ منٹ کی بجائے ۱۰ منٹ صرف ھوا ۔

مرکز جماعت پہنچے تو دو بج چکے تھے ۔ کھانا کھایا گیا ۔ کچھ دیر دعوت کے ایڈیٹر صاحب سے خُمینی اور موجودہ ایران کے متعلق ان کے مشاھدات و تاثرات سنے ۔ وہ حال ھی میں تہران سے واپس آئے تھے ۔ ان کو انقلاب کی سالگرہ میں شرکت کی دعوت ملی تھی ۔ سرکاری مہمان کی حیثیت سے وہ ایران گئے تھے ۔ انھوں نے موجودہ ایران کے متعلق اچھے تأثرات کا اظہار کیا ۔ میں تین بجے سیدھے سائیکل رکشے سے اسٹیشن کے لئے روانہ ھوا ۔ وقت کی تنگی کے باعث بعض قریبی عزیزوں کے ھاں جانا نہ ھو سکا ۔ ڈھائی روپیہ کرایہ طے ھوا ۔ دھلی سے علی گڑھ کا کرایہ ۷.۲۰ روپے دینے پڑے ۔ قلی کو ۳ روپے دیئے ۔ وہ خوش ھو کر چلا گیا ۔ جنتا ایکسپرس سے ۴ بجے شام روانہ ھوئے۔ ڈبہ بہت خراب ملا ۔ ریزرویشن نہ ھونے کے سبب سفر بہت تکلیف دہ رھا ۔ اتنا تکلیف دہ کہ توبہ بھلی ۔ خدا خدا کرکے تقریباً ۸ بجے علی گڑھ پہنچے ۔ قلی کو ۳ روپے دئیے ۔ اس نے جھگڑا کیا ۔ سائیکل رکشے میں سوار ھو کر سول لائن چلے ۔ کافی دیر کی تلاش کے بعد ٹھکانے پہنچے ۔ میرے ساتھ رکشے والا بھی بہت خوار ھوا ۔ ۵ روپے رکشے والے کو دئیے ۔ وہ بھی خوش ھو کر چلا گیا ۔ علی گڑھ میں میرا قیام اپنے عزیز علی اختر صاحب کے پاس رھا ۔ علی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختر صاحب علی گڑھ یونیورسٹی کے ٹریننگ کالج میں استاذ ہیں ۔ یہ جگہ یونیورسٹی سے ملی ہوئی ہے اور اس علاقے میں زیادہ تر یونیورسٹی ہی کے لوگ رہتے ہیں ۔ علی اختر سے معلوم ہوا کہ علی گڑھ یونیورسٹی میں اساتذہ کے کا تین کیڈر ہیں ۔ لیکچرر ۔ ریڈر ۔ پروفیسر ۔ اور ان کے اسکیل درج ذیل ہیں :۔

لکچرر ۔ ۷۰۰ ۔ ۴۰ ۔ ۱۱۰۰ ۔ ۵۰ ۔ ۱۶۰۰

ریڈر ۔ ۱۲۰۰ ۔ ۵۰ ۔ ۱۳۰۰ ۔ ۶۰ ۔ ۱۹۰۰

پروفیسر ۔ ۱۵۰۰ ۔ ۶۰ ۔ ۱۸۰۰ ۔ ۱۰۰ ۔ ۲۰۰۰

یہ بنیادی اسکیل ہے ۔ الاؤنسز اس کے علاوہ ہیں ۔

۱۹ فروری ۸۰ء

۱۹ کی صبح نہانے دھونے اور سفر کی تھکن اتارنے میں گذری ۔ ۱۱ بجے علی اختر یونیورسٹی سے کلاس وغیرہ بھگتا کر گھر آئے ۔ ان کے ساتھ ۲ بجے آمد کی اطلاع دینے تھانے اور سی آئی ڈی آفس کی کھوج میں نکلے ۔ ایک بجے تک اس کام سے فارغ ہو کر گھر آ گئے ۔ کھانا کھایا اور آرام کیا ۔ شام کو بعض شناساؤں کی تلاش میں نکلے جو قریب ہی سکونت پذیر ہیں ۔ راستے میں اشتیاق ظلی مل گئے ۔ ان کا تعلق اعظم گڑھ کے ایک گاؤں چھاؤں سے ہے ۔ چھاؤں کا عربی میں ترجمہ کرکے یائے نسبتی لگا کر ظل سے ظلی بنا لیا گیا ہے ۔ ظلی مروجہ سرکاری تعلیم کے علاوہ مدرسۃ الاصلاح کے پڑھے ہوئے ہیں یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ میں استاذ ہیں ۔ ان لوگوں کے ساتھ دوسرے متعدد لوگوں سے ملاقات ہوئی ۔ اعظم گڑھ ہی کے ایک اور دوست مولانا امین احسن اصلاحی کے خاندانی عزیز ڈاکٹر محمد اشتیاق سے بھی ان کے گھر ملاقات ہوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ صاحب یونیورسٹی کے شعبہ پولیٹکل سائنس میں استاذ ہیں انہوں نے بتایا کہ ان کی نظر سے لارڈ کرزن کی وہ تقریر گذری ہے جو اس نے خلیج فارس اور سواحل عرب کے دورے میں شیوخ کے سامنے کی تھی اور جس میں مولانا فراہی ترجمان کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ یہ تقریر تلاش کرکے میرے لئے نکالیں گے۔

اشتیاق صاحب کے ہاں سے رخصت ہو کر ہم لوگ یونیورسٹی اسٹاف کلب گئے۔ خیال تھا کہ یہاں مولانا عبد الرحمان طاہر سورتی کے بھائی احمد سورتی صاحب سے ملاقات ہوگی۔ بعض امانتیں ان تک پہنچانی تھیں۔ دیر تک انتظار کیا گیا مگر وہ صاحب تشریف نہیں لائے۔ تقریباً ۹ بجے ہم کلب سے روانہ ہوئے۔ راستے میں سورتی صاحب کا مکان پڑتا ہے۔ دستک دی گئی ، وہ گھر پر ہی موجود تھے۔ ان دنوں طبعیت کچھ ناساز ہے اس لئے کلب نہیں گئے۔ میں نے امانتیں ان کے حوالہ کیں۔ دیر ہو چکی تھی اس لئے دوسری ملاقات کا وعدہ کرکے ہم واپس آ گئے۔

۲۰ فروری ۸۰ء

آج سے باقاعدہ کام شروع کرنا تھا۔ اشتیاق ظلی اور علی اختر پہلے ہی اپنے اپنے حلقہ اثر میں میری آمد کی تشہیر کر چکے تھے۔ میں پونے نو بجے گھر سے تنہا نکلا۔ رکشہ کیا اور ٹریننگ کالج پہنچا۔ رکشے والے نے ایک روپیہ کرایہ لیا۔ کالج سے علی اختر صاحب کو لیا اور ہم دونوں اشتیاق ظلی کے پاس ان کے شعبے گئے۔ اشتیاق ظلی کے پاس ہی فرخ جلالی ملے۔ فرخ جلالی صاحب آج کل شعبہ تاریخ میں ہیں مگر اس سے پہلے ایک عرصہ تک یونیورسٹی لائبریری میں کتب حوالہ جات کے نگران اور ریکارڈ کیپر رہے ہیں۔ بیشتر چیزیں ان کی نظر سے گذر چکی تھیں۔ تھوڑی دیر میں انہوں نے متعدد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چیزیں نکال کر میرے سامنے رکھ دیں ۔ اورینٹل سیکشن کے انچارج محمد ضیاء الدین انصاری صاحب نے بھی تعاون کیا ۔ ایک بجے تک ہم لوگ لائبریری میں مصروف رہے ۔ ایسی بہت سی چیزیں مل گئیں جن کی تلاش تھی ۔ کھانا کھانے گھر واپس آ گیا ۔ بیدل آنا ہوا ۔ کھانا کھا کر سو گیا ۔ سستی غالب آئی ۔ دوبارہ یونیورسٹی جانا نہ ہو سکا ۔ ۵ بجے ظلی صاحب گھر پر ھی آ گئے ۔ ۱۰ بجے تک ان کے ساتھ گپ شپ رھی ۔ اشتیاق صاحب نے طبقات ابن سعد کے دونوں ھی نسخے عربی اور فارسی اپنے نام نکلوا لئے تھے ۔ استفادہ کے لئے میرے پاس چھوڑ گئے ۔ رات میں کام کرنا چاھا مگر بجلی چلی گئی ۔ اس لئے سونا پڑا ۔ صبح اٹھ کر ان کتابوں سے ضروری باتیں نقل کیں ۔ مولانا فراھی نے زمانہ طالب علمی میں غالباً سرسید کی فرمائش پر اس کو عربی سے فارسی میں منتقل کیا تھا ۔

۲۱ فروری ۸۰ء

۹ بجے یونیورسٹی کے لئے نکلے ۔ لائبریرین صاحب سے ملاقات آج بھی نہیں ہوئی ۔ آج وہ آفس ھی نہیں آئے ۔ مولانا آزاد لائبریری کے اورینٹل ڈویژن میں رسالہ بدءالاسلام تلاش کیا گیا ۔ اشتیاق ظلی کی کوشش اور عملے کے تعاون سے عربی فارسی دونوں متن مل گئے جو اشتیاق صاحب کے نام نکلوا کر گھر لائے گئے ۔ یہ رسالہ شبلی نے مرتب کیا اور فراھی نے فارسی میں ترجمہ کیا ۔ دوپہر اشتیاق ظلی کے ساتھ یونیورسٹی کے بازار شمشاد مارکیٹ کی سیر کی ۔ چار کاپیاں دو روپے میں خرید یں ۔ ایک عدد Jem کا شارپنر خریدا ، قیمت ۱.۲۵ تھی۔امرود ڈھائی روپیہ سیر لیا گیا ۔ جوتے کی قیمت ایک جوتا بنانے والے سے دریافت کی ، معلوم ہوا کہ ۷۵ روپے میں بنا دے گا ۔ بازار کی مسجد میں نماز ظہر ادا کی ۔ دو ڈھائی بجے پھر لائبریری پہنچے ۔ لائبریرین صاحب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تشریف نہیں لائے تھے ۔ کوئی اور کام تھا نہیں ، المنار کے فائل موجود تھے ، ان کی ورق گردانی کی ۔ نظام القرآن پر مولانا رشید رضا کی تقریظ جلد ۱۲ کے دوسرے شمارے میں ملی ۔ ڈاکٹر معین کے مقالے کا معلوم کیا گیا مگر کیٹلاگ میں وہ نہیں ملا ۔ یہ مولانا فراہی پر پی ایچ ڈی کا تھیسس ہے ۔ ۴ بجے یونیورسٹی سے نکل کر اجمل کی تلاش میں پیدل ہی حبیب ہال گیا ۔ کمرہ نمبر ۲۳۳ جہاں اجمل سے ملنا تھا مقفل تھا ۔ ساتھ والے کمرے میں چھاؤں کے ایک ریسرچ اسکالر نسیم ظلی تھے ان سے بات چیت ہوئی ۔ انھی کے ساتھ جاوید سے ملاقات ہوئی جو قریب ہی دوسرے ہوسٹل کے کمرہ نمبر ۴۷ میں تھے ۔ جاوید سلمہ اعظم گڑھی اور عزیز ہیں ، ایم اے کے طالب علم ہیں ۔ جاوید نے چائے اور بسکٹ سے تواضع کی ۔ انھی کے ہاں اعظم گڑھ کے بعض دوسرے لڑکوں سے بھی ملاقات ہوئی ۔ جاوید گھر تک چھوڑنے آئے ۔ ہم دونوں وہاں سے پیدل ہی گھومتے گھامتے واپس گھر آئے ۔ اشتیاق ظلی کے ہاں رات کا کھانا تھا ۔ کچھ دیر آرام کرکے میں اختر اور جاوید کوئی آٹھ بجے اشتیاق ظلی کے ہاں پہنچے ۔ کھانا ہوا ۔ اس کے بعد دیر تک سرسید اور شبلی ، علی گڑھ اور ندوہ کے موضوع پر گفتگو رہی ۔ ۱۰ بجے گھر واپس ہوئے ۔ راستے میں اختر صاحب نے خوشبودار میٹھے پان کھلائے ۔ پاکستان میں پان اپنے لیے شجر ممنوعہ رہتا ہے ۔ مہنگا ہونے کے علاوہ عام طور سے اتنا بد ذائقہ ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ جی نہیں چاہتا بلکہ کھا کر کوفت سی ہوتی ہے ۔ اختر صاحب نے ایک خاص دوکان سے پان کھلایا ، واقعی مزا آیا ۔ گھنٹوں مزے لے لے کر چباتا رہا ۔ صبح تک اس کا مزہ رہا ۔ اشتیاق ظلی کے ہاں سے ہٹنا گر کی ایک کتاب "علی گڑھ ایم اے او کالج" لے آیا تھا ، اس کو دیر تک الٹ پلٹ کر دیکھتے رہے ۔ بجلی اشتیاق صاحب کے ہاں ہی جا چکی تھی ۔ لالٹین اور لیمپ سے کام چلایا گیا ۔ اس کتاب میں کوئی خاص چیز نہیں ملی ۔ بعض حوالے بطور یادداشت نوٹ کر لیے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظلی کے ہاں سے واپسی کے بعد اعظم گڑھ روانگی کا پروگرام بھی زیر غور آیا ۔ طے پایا کہ بدھ کے بعد کی کوئی تاریخ ، جس میں سیٹ مل جائے ، ریزرویشن کرا لی جائے ۔ جاوید سلمہ نے اس کا ذمہ لیا کہ وہ کل ہوسٹل سے اسٹیشن جا کر پتا کریں گے ۔

کل مٹر کی پھلی ایک روپے کی ڈیڑھ کیلو لی گئی تھی ۔ آج ۸ آنے کیلو کی آواز لگا رہے تھے۔ آلو نسبتاً مہنگا ہے۔ ایک روپیہ کیلو ۔ گاجر ۶۰ پیسے کیلو ہے ۔ یونیورسٹی ہوسٹل میں اقامت بذیر طلبہ کے مصارف کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ علی گڑھ یونیورسٹی کے حبیب ہال میں کھانے کا خرچ ۵۰ روپے ماہوار ہے۔ صرف دو وقت کا کھانا ملتا ہے۔ اس میں ناشتہ شامل نہیں ہے۔ سنگل بیڈ روم کا کرایہ حبیب ہال میں ۱۲ روپے ماہوار ہے ۔

۲۲ فروری ۸۰ء

آج جمعے کا دن تھا ۔ یونیورسٹی کے دفاتر اور لائبریری ساڑھے آٹھ بجے کھل کر ساڑھے گیارہ بجے بند ہو گئے ۔ میں بھی آج کچھ سویرے ہی یونیورسٹی پہنچ گیا ۔ مولانا فراھی پر معین الدین اعظمی کے مقالے کا سراغ مل گیا ۔ انصاری صاحب نے اسے ڈھونڈ نکالا ۔ آج ساڑھے گیارہ بجے تک اسی کی ورق گردانی کرتا رہا ۔ حالات کا حصہ بہت مختصر ہے۔ اس میں زیادہ باتیں وہی ھیں جو اب تک پہلے ہی معلوم کر چکا ھوں۔ انہوں نے ایک خاص پہلو کو لیا ہے۔ میرا موضوع اس سے بہت وسیع ہے۔ ساڑھے گیارہ بجے اٹھ گئے ۔ اشتیاق ظلی کے ڈیپارٹمنٹ آئے ۔ انہوں نے پانچ بجے شام گھر آنے کو کہا ۔ ہم اکٹھے ہی نکلے ۔ راستے میں امرود خریدا گیا ڈھائی روپے کیلو ۔ وہ اپنے گھر چلے گئے میں اپنے ٹھکانے کی طرف روانہ ھوا ۔ جمعے کی نماز کے لئے نکلے تو جاوید آئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئے ملے ۔ جمعے کی نماز پڑھ کر کھانا کھایا گیا ۔ جاوید میرے لئے B S C کی ہوائی چپل لے آئے ، قیمت ۹۵ . ۱۰ تھی ۔ پاکستان کی نسبت دام زیادہ تھے۔وہ اسٹیشن سے معلوم کر آئے تھے ، ۲٦ فروری اور یکم مارچ کی تاریخوں میں برتھ مل رہی تھی ۔ اختر صاحب سے مشورہ کے بعد طے ہوا کہ یکم مارچ کی ریزرویشن کرا لی جائے .. جاوید کو سوروپے کا نوٹ دیا کہ وہ برتھ ریــــزرو کرا لیں ۔ دو ڈھائی بجے وہ چلے گئے ۔ میں لیٹ گیا ، نیند آ گئی ۔ ساڑھے چار بجے اٹھنا ہوا ۔ پانچ بجے اشتیاق ظلی آ گئے ۔ پروگرام کہیں جانے کا تھا ۔ مگر بیٹھے تو بیٹھے ہی رہے ۔ گپ شپ ہوتی رہی ۔ ۹ بجے رات تک سلسلہ جاری رہا ۔ اشتیاق چلے گئے ۔ ہم لوگوں نے کھانا کھایا ۔ میں نے نماز پڑھی اور سو گیا ۔ بجلی آج بھی غائب رہی ۔

۲۳ فروری ۸۰ء

صبح ناشتے سے فارغ ہو کر بچوں کو خط لکھا ۔ ۱۰ بجے یونیورسٹی پہنچا ۔ ایک صاحب کے ساتھ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے دفتر گئے کہ یہاں بھی پرانا ریکارڈ ہے شاید کوئی مفید مطلب چیز مل جائے ۔ لیکن بدقسمتی سے انچارج صاحب تشریف نہیں لائے ۔ معلوم ہوا کہ پیر کو ملیں گے ۔ یہ عمارت یونیورسٹی کی پرانی عمارتوں میں سے ہے ۔ آزاد لائبریری کی نئی عمارت سے زیادہ دور نہیں ۔ ہز ہائینیس نواب سلطان جہاں بیگم فرمانروا نے بھوپال کے عطیہ سے ۱۹۱۵ء میں تعمیر ہوئی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے لئے ۔ اردو میں ایک لمبا چوڑا کتبہ لگا ہوا ہے جس میں اس کی متعلقہ تفصیلات درج ہیں ۔ ایک گوشے میں ایجوکیشنل کانفرنس کا دفتر اور لائبریری وغیرہ ہے ۔ عمارت کا بڑا حصہ بچوں کے اسکول کے لئے وقف ہے ۔ اوپر انجمن ترقی اردو علی گڑھ کا دفتر ہے ۔ آدھ گھنٹے کی سیر کے بعد میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یونیورسٹی لائبریری واپس آ گیا ۔ لائبریرین صاحب آج بھی نہیں آئے ۔ ڈپٹی لائبریرین سے ملاقات کی ۔ انہوں نے فارم بھروا کر عارضی ممبر شپ کا کارڈ جاری کروا دیا ۔ ڈاکٹر معین الدین کا مقالہ نکلوا کر اس میں سے ضروری حوالے وغیرہ نقل کئے ۔ دوپہر ڈیڑھ بجے تک اس کام سے فارغ ہو گیا ۔ بھوک پیاس محسوس ہوئی ۔ سمشاد مارکیٹ چلا گیا ۔ راستے میں کیلے والے سے کیلے لیکر کھائے ۔ یہاں کیلے بیچنے والوں کا دستور نرالا ہے ۔ اپنا مال بیچنے سے زیادہ وہ گاھکوں کی خدمت کو ضروری خیال کرتے ھیں ۔ بیچارے ہر آنے جانے والوں کو سلام کرتے ھیں ۔ گاھک کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ ایک ایک کیلا چھیل چھیل کر بچوں کی طرح اسے پیش کرتے جاتے ھیں ۔ گاھک بس کہہ دے تو رک جائیں گے ۔ آج میرے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہوا ۔ میں نے تین کیلے کھائے ۔ کیلے بھر بُھر خستہ میٹھے اور خوس ذائقہ تھے ۔ سمشاد مارکیٹ میں ایک عدد سیب قیمت ۱۲ آنے اور سو گرام جلیبی قیمت ٦٠ پیسے کھا کر طبیعت سیر ہو گئی ۔ ظہر کی نماز وھیں مسجد میں ادا کی ۔ واپس لائبریری آئے تو تین بج چکے تھے ۔ بقیہ وقت سرسید روم میں گذارا ۔ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے ضخیم فائلوں کی ورق گردانی میں وقت گذر گیا ۔ ایک دو جلدیں بمشکل دیکھی جا سکیں ۔ اس کمرے میں جتنا بڑا ذخیرہ کھنگالنا ہے اس کے لئے مہینوں کی مدت درکار ہوگی ۔

یونیورسٹی سے گھر کے لئے نکلے تو راستے میں اختر ملے ۔ وہ فیکلٹی لاؤنج میں ایک سیمینار اٹنڈ کرنے جا رہے تھے ۔ قریب ھی اسٹاف کلب تھا ۔ میں وھاں گیا ۔ تھوڑی دور ھی پر جاوید مل گئے ۔ وہ رجسٹرار آفس سے آ رہے تھے ۔ انہوں نے ٹکٹ حوالہ کیا اور کل آنے کا وعدہ کرکے رخصت ہو گئے ۔ ٹکٹ سرائے میر تک کا ہے ۔ ٹکٹ کی قیمت ۳۰ روپے ، ۵ روپے ریزرویشن کے لگے ۔ میں کلب گیا اور ضرورت سے فارغ ہو کر فیکلٹی لاؤنج پہنچا ۔ ‹‹کمیونلزم›› پر یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات (پولیٹیکل سائنس) کی طرف سے سیمینار کا اہتمام کیا گیا تھا ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اچھے پیپرز پڑھے گئے اور بحث و گفتگو بھی اچھی رہی۔ سنجیدہ ماحول میں تمام کارروائی ہوئی۔ درمیان میں چائے اور بسکٹ دیا گیا۔ ساڑھے چھ بجے سیمینار ختم ہوا۔ وہاں سے اٹھ کر اسٹاف کلب آ گئے۔ احمد سورتی اور یونیورسٹی کے بہت سے اساتذہ ایک کمرے میں بیٹھ گئے اور دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ کوئی دس بجے گھر لوٹے۔ کھانا کھایا۔ آج اختر صاحب کو بچوں کے بگڑنے کا خیال ہوا۔ تنبیہہ تادیب ڈانٹ ڈپٹ کے بعد انہوں نے گھر کے ماحول اور گھریلو زندگی پر ایک لمبی تقریر کی جو ۱۲ بجے تک جاری رہی۔

میں اٹھا نماز پڑھی اور سو گیا۔

۲۴ فروری ۸۰ء

آج اتوار، چھٹی کا دن ہے۔ بازار، شہر جانا ہے۔ حبیب الرحمن اور جاوید دونوں گھر آ گئے۔ انہی کے ساتھ شہر جانا ہوا۔ علی گڑھ گندہ شہر ہے۔ جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر اور بدبو کی لپٹ سے سابقہ پڑا۔ ایک سوٹ کا گرم کپڑا خریدا گیا۔ قیمت ۲۲۰ روپے ادا کرنی پڑی۔ بجلی دن بھر نہیں آئی۔ اس لئے فوٹو اسٹیٹ کا کام نہیں ہوا۔ البرٹ ٹیلر ماسٹر کو سوٹ سلنے کے لئے دے دیا گیا۔ سلائی دو سو روپے ہو گی۔ دو تالے (٦ - ۱۰روپے) ایک قینچی (۸روپے) ایک چاقو(۲ روپے) خریدا۔ ڈھائی بجے تک گھر واپس آ گئے۔ شام کے پانچ بجے احمد سورتی صاحب کے ہاں جانا ہوا۔ ۸ بجے تک نشست رہی۔ گفتگو زیادہ تر مولانا فراھی پر یا تصوف پر ہوتی رہی۔ ۹ بجے کے قریب واپس گھر آئے۔ کھانا کھایا، نماز پڑھی اور سو گئے۔

۲۵ فروری ۸۰ء

کل رات ھی پروفیسر سورتی کے ھاں اشتیاق ظلی اور علی اختر کے

© rasailojaraid.com